سلسلة قصص الانبیاء

19

تین سوال

وفوق کل ذی علم علیم

اشتیاق احمد

19

تین سوال

قصہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام 5

اشتیاق احمد

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور
کراچی • لندن • ہیوسٹن • نیو یارک

''ہاں تو امی جان! پھر کیا ہوا۔'' دونوں بچے بے چینی کے عالم میں بولے۔

''آپ لوگوں نے دیکھا کہ بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کیسے سزا دی۔انھوں نے ایک دوسرے کو اندھا دھند قتل کیا۔ایک ہی دن میں تقریباً ستر ہزار افراد مارے گئے۔پھر اس کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ ستر آدمیوں کو ساتھ لے کر کوہِ طور پر جائیں اور اللہ تعالیٰ سے بچھڑے کی پوجا کے سلسلے میں معافی مانگیں۔ چنانچہ آپ ان کو ساتھ لیے کوہِ طور پر پہنچے، وہاں ان لوگوں کو زلزلے نے آ پکڑا۔اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتا ہے:

'موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے مقرر کیے ہوئے وقت کے لیے

منتخب کیے، جب ان کو زلزلے نے آ پکڑا تو موسیٰ عرض کرنے لگے کہ اے میرے رب! اگر تُو چاہتا تو اس سے پہلے ہی ان کو اور مجھ کو ہلاک کر دیتا۔ کیا تُو ہم میں سے چند بے وقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دے گا۔ یہ واقعہ محض تیری طرف سے ایک امتحان ہے، ایسے امتحان سے جس کو تو چاہے گمراہی میں ڈال دے اور جس کو چاہے ہدایت پر قائم رکھے۔ تُو ہی ہمارا سرپرست ہے لہٰذا ہم پر مغفرت اور رحمت فرما اور تُو ہی سب سے بہتر معاف کرنے والا ہے۔' اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

'میں اپنا عذاب اسی پر واقع کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں اور میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ تو میں وہ رحمت ان لوگوں کے نام ضرور لکھوں گا جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ جو لوگ اس رسول نبی اُمی (محمد ﷺ) کا اتباع کرتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتا ہے اور بری باتوں سے منع کرتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو حلال اور گندی چیزوں کو ان پر حرام کرتا ہے اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے ان کو اتارتا ہے۔ لہٰذا جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی حمایت کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اس کے ساتھ بھیجا گیا تو وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'

یہ سورۂ اعراف کی آیات ہیں، ان کی وضاحت میں مفسرین نے لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے **70** افضل ترین آدمی چنے اور ان سے فرمایا:

'اپنی پوری قوم کے لیے معافی کی دعا کرو، روزہ رکھو، غسل کرو اور اپنے

الله
الرحمن
الرحيم
القهار
الجبار

کپڑے پاک کرو۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام مقررہ وقت پر انھیں کوہِ طور پر لے گئے۔ ان 70 افراد نے اللہ کا کلام سننے کی خواہش ظاہر کی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'ایسا ہی ہوگا۔'

پھر جب موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کے قریب پہنچے تو بادل نے پورے پہاڑ کو چھپا لیا۔ موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور بادل کے اندر داخل ہو گئے۔ پھر دوسروں سے فرمایا:

'قریب آ جاؤ۔'

چنانچہ یہ لوگ بھی بادل میں داخل ہو گئے اور اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے۔

اللہ تعالیٰ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام ہوتا تھا تو آپ کا چہرہ مبارک اس قدر روشن ہو جاتا تھا کہ کوئی انسان آپ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھ نہیں سکتا تھا، اسی لیے آپ کے اور ان کے درمیان ایک پردہ آ گیا۔ اب انھوں نے سنا، اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے ہم کلام تھا اور احکام نازل فرما رہا تھا، جب اللہ تعالیٰ احکام دے چکا تو آپ سے بادل ہٹ گیا، تب ان لوگوں نے کہا:

﴿ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً ﴾

'جب تک ہم اپنے رب کو سامنے نہ دیکھ لیں گے آپ پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔'

اس پر ایک کڑک کی آواز آئی اور ان کے جسموں سے جان نکل گئی۔ وہ مر گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے عاجزی اور انکساری کے لہجے میں دعا کی:

﴿ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَ ؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ﴾

'اے میرے پروردگار! اگر تُو چاہتا تو اس سے پہلے ہی مجھے اور انھیں ہلاک کر دیتا، کیا تو ہم میں سے چند بے وقوفوں کی حرکت پر سب کو ہلاک کر دے گا؟'

آپ کی دعا پر اللہ تعالیٰ نے انھیں دوبارہ زندگی عطا فرما دی تاکہ وہ اللہ کے

شکر گزاروں میں سے ہو جائیں اور پھر اس قسم کی بے جا ضد نہ کریں۔

یہ ستر آدمی دوبارہ زندہ ہونے کے بعد جب اپنی قوم میں واپس پہنچے تو ان لوگوں نے باقی قوم کو یہ سارا واقعہ سنایا اور کہا:

'موسیٰ (علیہ السلام) جو کہتے ہیں، وہ حق ہے اور بلاشبہ یہ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں۔'

اس کے ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم کچھ احکام کو مانیں گے یعنی جو احکام آسان ہوئے، ان کو مانیں گے اور جن احکام پر عمل پیرا ہونے میں مشقت ہے، ان سے باز رہیں گے۔ اس پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'نہیں! تمام احکام پر عمل کرو۔'

انھوں نے پھر انکار کیا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پھر اپنی بات دہرائی...... اس طرح جب کئی بار ہوا، تب اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو حکم فرمایا:

'پہاڑ کو اُٹھا کر ان لوگوں کے سروں کے اوپر لے آؤ۔'

جب پہاڑ ان کے سروں کے عین اوپر آ کھڑا ہوا تب ان سے کہا گیا:

'اگر قبول نہیں کرو گے تو یہ پہاڑ تم پر آن گرے گا۔'

تب انھوں نے قبول کیا۔ پھر انھیں سجدہ کرنے کا حکم ہوا تو انھوں نے سجدہ کیا لیکن ایسا کرتے وقت بھی وہ کن اکھیوں سے پہاڑ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

لیکن بنی اسرائیل اس کے بعد بھی اپنے وعدے سے پھر گئے۔''

''جی، کیا مطلب...... اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی وہ پھر گئے۔'' سلیم نے چونک کر کہا۔

''ہاں بچو! یہودی قوم ہے ہی عجیب...... اس سلسلے میں ایک عجیب واقعہ ہوا......

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ایک لالچی نوجوان نے اپنے چچا کی جائیداد پر قبضہ کرنے کے لیے اسے چپکے سے قتل کر دیا۔"

"یا اللہ رحم! چچا کو قتل کر دیا۔" فاروق بول اُٹھا۔

"ہاں! اور پھر خود ہی اس کی لاش پر آنسو بہانے لگا اور بدلے کا مطالبہ کرنے لگا...... یعنی یوں کہنے لگا، قاتل کو گرفتار کیا جائے اور اس سے بدلہ دلوایا جائے، جب کہ قاتل وہ خود تھا۔ اب کیا ہوا، قاتل کی تلاش کے لیے اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ایک معجزہ عطا فرمایا، وہ ایسے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس سلسلے میں دعا کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'ان سے کہیں کہ یہ ایک گائے ذبح کریں۔'

جب موسیٰ علیہ السلام نے انھیں یہ بات بتائی تو وہ کہنے لگے:
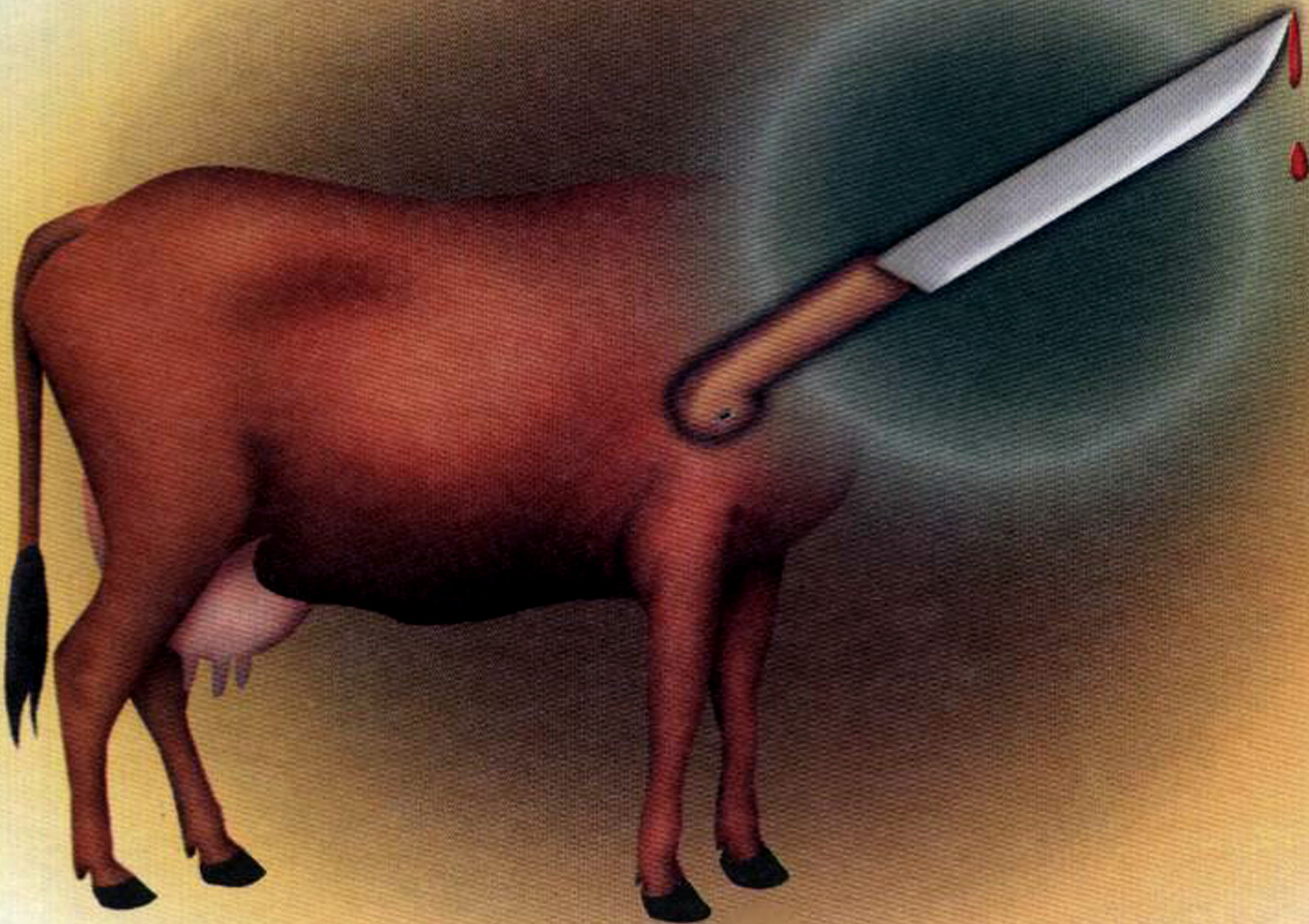
'اے موسیٰ! کیا تو ہم سے مذاق کرتا ہے؟'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

'میں ایسی نادانی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔'

یہ بات سن کر انھوں نے کہا:

'اچھا! اگر یہی بات ہے تو اپنے پروردگار سے پوچھیے کہ وہ گائے کیسی ہو؟'

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب سن کر آپ نے ان سے فرمایا:

'اللہ فرماتا ہے کہ وہ گائے نہ تو بالکل بوڑھی ہو، نہ بچہ ہو، اس کے درمیان ہو یعنی جوان ہو۔ لہٰذا جیسا تمھیں حکم دیا گیا ہے، ویسا کرو۔'

اب انھوں نے کہا:

'اس گائے کا رنگ کیسا ہو؟'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب پا کر ان سے کہا:

'اللہ فرماتا ہے: اس کا رنگ گہرا زرد ہو، دیکھنے والوں کو بھلا لگتا ہو۔'

اب پھر انھوں نے کہا:

'اپنے پروردگار سے پوچھیے، وہ گائے کیسی ہو، کیونکہ بہت سی گائیں ہمیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی معلوم ہوتی ہیں اور ہم پر ابھی گائے کی کیفیت مشتبہ ہے، اس طرح اگر اللہ نے چاہا تو ہمیں ٹھیک بات معلوم ہو جائے گی۔'

اس پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'اللہ فرماتا ہے: وہ گائے کام میں لگی ہوئی نہ ہو، یعنی زمین میں ہل چلاتی ہو نہ کھیتی کو پانی پلاتی ہو۔ اور نہ اس پر کسی قسم کا داغ ہو۔'

اب وہ بول اُٹھے:

'آپ نے سب باتیں درست بتا دیں۔'
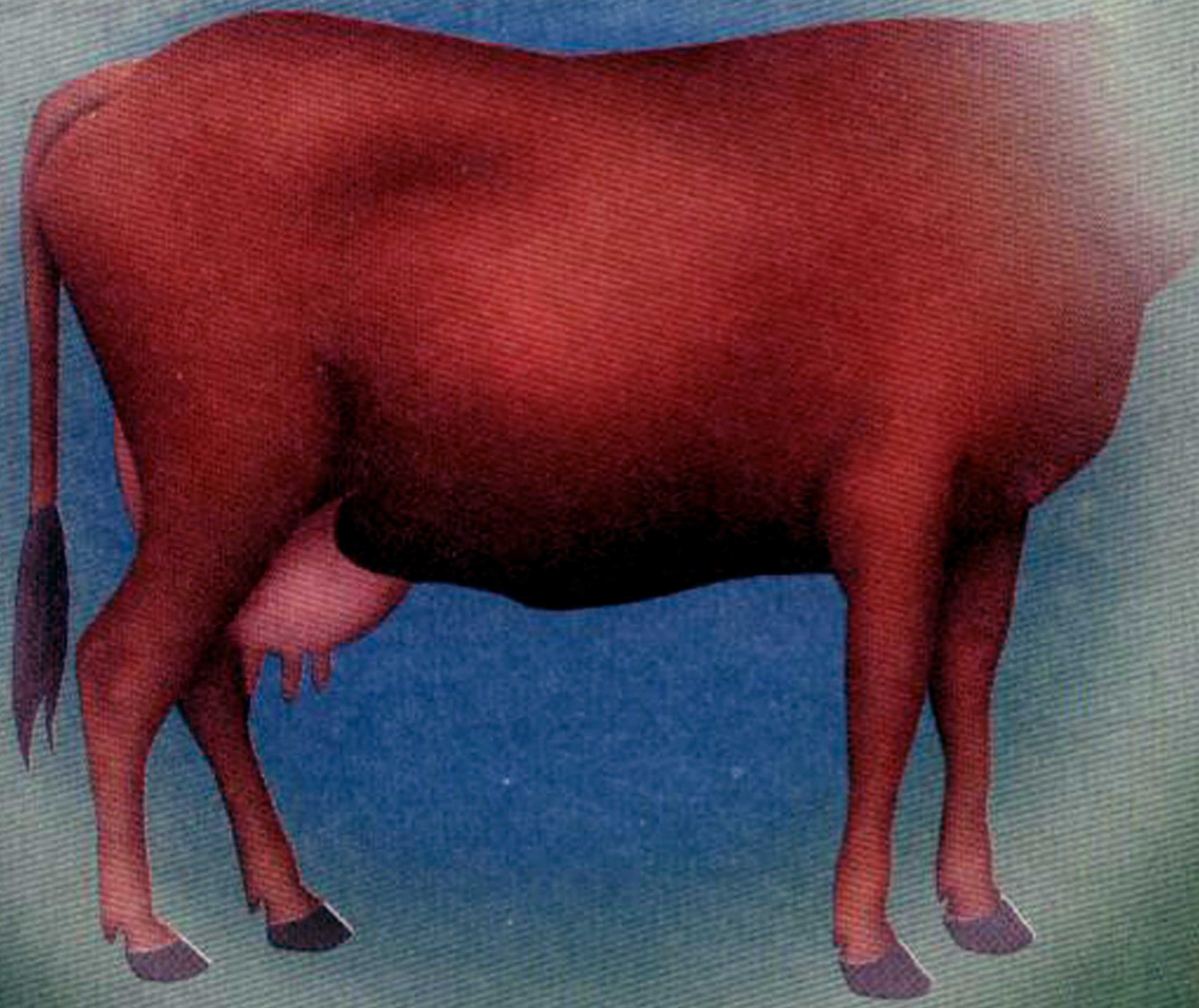
غرض اس طرح انھوں نے ایسی گائے تلاش کی اور پھر اس کو ذبح کیا، اگرچہ ایسا کرتے وقت بھی وہ شش و پنج کا شکار رہے۔ اب اللہ نے انھیں حکم دیا:

'اس گائے کا کوئی سا ٹکڑا مقتول کے ساتھ لگا دو۔'

اب جونہی گائے کا ٹکڑا مقتول کو لگایا گیا، وہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو گیا۔ وہ اُٹھا تو اس کی رگوں سے خون جاری تھا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا:

'تمھیں کس نے قتل کیا ہے؟'

جواب میں اس نے کہا:

'میرے بھتیجے ہی نے مجھے قتل کیا ہے۔'

یہ کہتے ہی وہ پھر فوت ہو گیا اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴾

'اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ تمھیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم عقل کرو۔'

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے یہ مقتول زندہ کر کے دکھا دیا، اسی طرح وہ تمام مردوں کو جب چاہے، ایک گھڑی میں زندہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ﴾

'تم سب کی پیدائش اور مرنے کے بعد زندہ کرنا ایسے ہی ہے جیسے ایک نفس کو پیدا کرنے کے بعد مارنا اور زندہ کرنا۔'

تین سوال

موسیٰ علیہ السلام اللہ کے بہت بلند مرتبہ نبی ہیں۔ ایک روز آپ بھرے مجمع میں خطاب کر رہے تھے کہ کسی نے سوال کر دیا:

'لوگوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟'

آپ نے جواب دیا:

'اس وقت سب سے بڑا عالم میں ہوں۔'

چونکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی تھے اور نبی اپنے وقت کا بڑا عالم ہوتا ہے اس لیے ان کا یہ دعویٰ ایک حد تک درست تھا، لیکن چونکہ وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (ہر عالم سے

برتر عالم ہوتا ہے) ایک حقیقت ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں سے ایک بندہ آپ سے بھی زیادہ علم والا ہے۔ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ میرا وہ بندہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر ہوگا یعنی جہاں فارس اور روم کے دریا آپس میں ملتے ہیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا:

'یا اللہ! میں ان سے کیسے مل سکتا ہوں؟'

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'ٹوکری میں ایک مچھلی رکھ کر ساتھ لے لیں، جہاں وہ مچھلی گم ہو جائے، وہیں وہ بندہ ملے گا۔'

آپ نے ایک مچھلی لی، اس کو ٹوکری میں رکھا اور روانہ ہوگئے۔آپ کے ساتھ آپ کے خادم یوشع بن نون علیہ السلام تھے۔ چلتے چلتے دونوں ایک چٹان کے پاس پہنچے اور چٹان پر سر رکھ کر سو گئے۔اس دوران میں ٹوکری میں مچھلی تڑپی اور سمندر میں جا گری۔ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام بیدار ہوئے تو یوشع بن نون علیہ السلام انھیں یہ بتانا بھول گئے کہ مچھلی ٹوکری میں سے نکل کر سمندر میں چلی گئی ہے، چنانچہ وہ دن کا باقی حصہ بھی چلتے رہے۔ پھر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا:

'ہمارا کھانا لاؤ، ہمیں تو اس سفر سے بہت تھکاوٹ اُٹھانی پڑی ہے۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو دراصل اس مقام پر پہنچنے تک تھکن محسوس نہیں ہوئی تھی، پھر وہ اس سے آگے چلے گئے تو تھک گئے۔اب آپ کے خادم نے کہا:

تین سوال
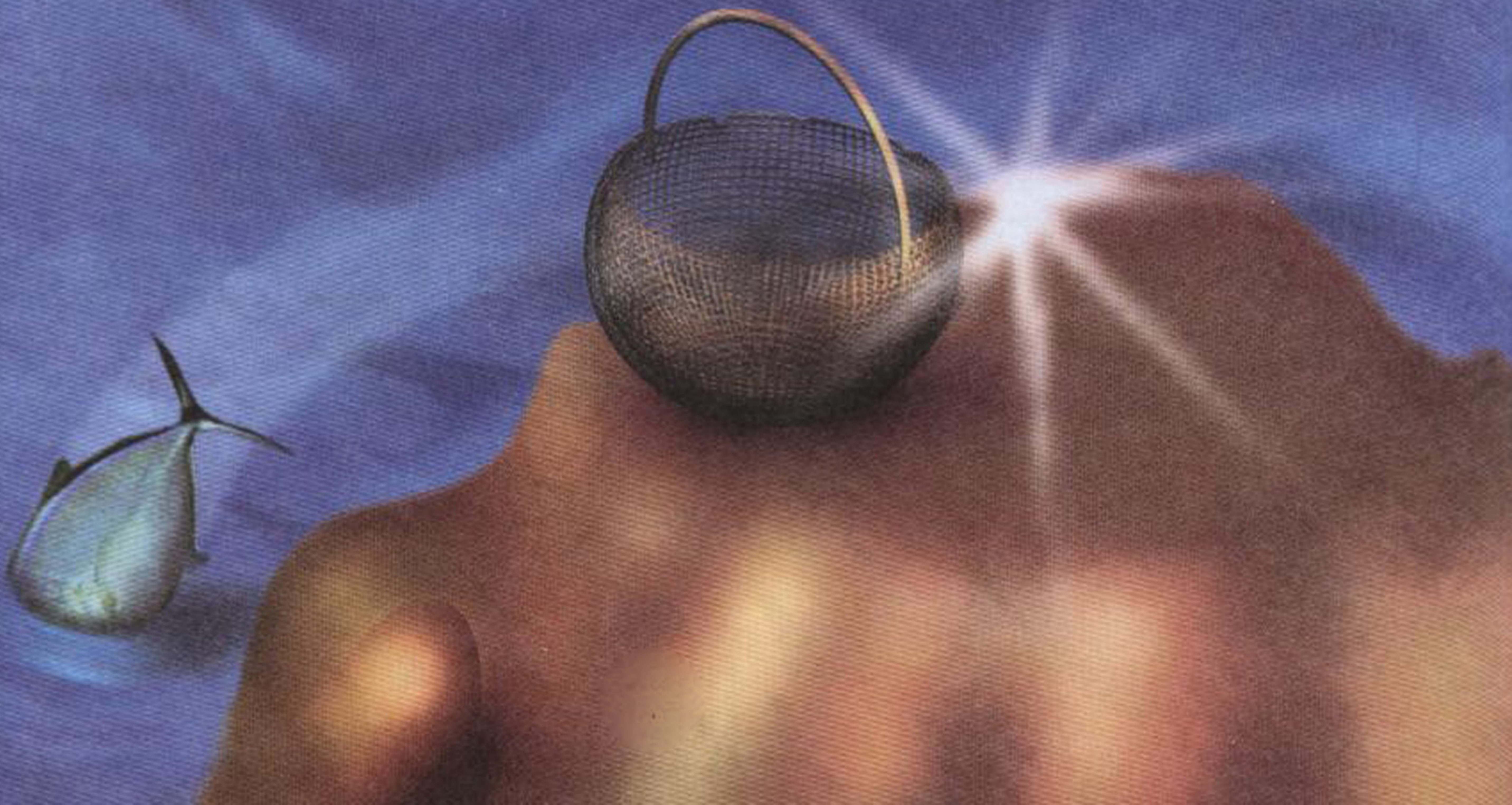
'کیا آپ نے دیکھا نہیں، جب ہم پتھر سے ٹیک لگا کر آرام کر رہے تھے تو وہاں وہ مچھلی سمندر میں چلی گئی تھی، اس نے انوکھے طریقے سے سمندر میں اپنا راستہ بنایا تھا، اس وقت میں آپ کو بتانا بھول گیا تھا۔ دراصل شیطان ہی نے مجھے بھلا دیا تھا۔' یہ سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'وہی تو جگہ تھی جس کی تلاش میں ہم ہیں۔'

پھر دونوں اسی راستے پر واپس لوٹے اور چٹان کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں ایک آدمی کپڑا اوڑھے ہوئے موجود تھا۔ یہ سیدنا خَضِر علیہ السلام تھے۔ آپ نے انھیں سلام کیا۔ سلام کے الفاظ سن کر سیدنا خَضِر علیہ السلام بولے:

'اس سرزمین پر سلام کہنے والا کون آ گیا؟'

آپ نے انھیں بتایا:

'میں موسیٰ ہوں۔'

یہ سن کر سیدنا خَضِر علیہ السلام نے کہا: 'بنی اسرائیل کے موسیٰ؟' آپ نے کہا: 'جی ہاں! میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو جو علم حاصل ہوا ہے، وہ مجھے بھی سکھا دیں۔'

اس پر خضر علیہ السلام بولے:

﴿ اِنَّكَ لَنۡ تَسۡتَطِيۡعَ مَعِىَ صَبۡرًا ﴾

'آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکیں گے۔'

دوسری بات جو خضر علیہ السلام نے آپ سے کہی وہ یہ تھی:

علیہ السّلام
سیّدنا
موسیٰ
قال ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا
علیہ السّلام
سیّدنا
خضر
انک لن تستطیع معی صبرا

'اے موسیٰ! مجھے اللہ نے ایسا علم دیا ہے جسے تم نہیں جانتے اور تم کو جو علم دیا ہے اسے میں نہیں جانتا۔'

اس پر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'ان شاء اللہ! آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں کسی بات میں آپ کی مخالفت نہیں کروں گا۔'

سیدنا خضر علیہ السلام نے اس پر فرمایا:

'اگر آپ ضرور میرے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو پھر کسی چیز کے بارے میں مجھ سے نہ پوچھیے گا، جب تک کہ میں خود اس بارے میں نہ بتادوں۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس کا وعدہ کرلیا، پھر دونوں چل پڑے۔ ساحل پر پیدل چلے جا رہے تھے کہ ایک کشتی پاس سے گزری۔ انھوں نے کشتی والوں سے کہا کہ انھیں بھی سوار کرلیں۔ وہ خضر علیہ السلام کو پہچانتے تھے، چنانچہ انھیں بغیر کرائے کے فوراً سوار کرلیا۔ سفر کے دوران میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ اچانک خضر علیہ السلام نے کشتی کا ایک تختہ اُکھاڑ دیا ہے۔ یہ دیکھ کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے رہا نہ گیا، فوراً بول پڑے:

'ان لوگوں نے ہمیں بغیر کرائے کے سوار کیا اور آپ نے ان کی کشتی کی لکڑی اُکھاڑ دی...... اس طرح تو کشتی ڈوب جائے گی، یہ تو آپ نے بہت خطرناک کام کر ڈالا۔'

جواب میں خضر علیہ السلام نے فرمایا:

تین سوال

تین سوال

﴿ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ﴾

'میں نے تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کرسکیں گے۔'

موسیٰ علیہ السلام نے فوراً معذرت کی اور کہنے لگے:

'آپ میری بھول پر مجھے نہ پکڑیں اور مجھے مشکل میں نہ ڈالیں۔'

ایسے میں ایک چڑیا کشتی کے کنارے آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے سمندر سے چونچ بھرلی۔ یہ دیکھ کر سیدنا خضر علیہ السلام نے فرمایا:

'میرے اور آپ کے علم کی وجہ سے اللہ کے علم میں اتنی بھی کمی نہیں ہوئی جتنی اس چڑیا کے دریا میں چونچ مارنے سے دریا کے پانی میں کمی ہوئی ہوگی۔'

پھر سمندر کا سفر مکمل ہونے پر وہ کشتی سے اُتر آئے۔

کنارے پر چلے جا رہے تھے کہ اچانک سیدنا خضر علیہ السلام نے ایک لڑکے کو دیکھا، وہ دوسرے لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا۔ یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام رہ نہ سکے...... بول اُٹھے:

'آپ نے ایک بے گناہ کو ناحق مار ڈالا۔ بے شک آپ نے اچھا نہیں کیا۔'

انھوں نے پھر وہی بات کہی:

'کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کرسکیں گے۔'

آپ نے فوراً کہا:

'اگر اس کے بعد میں آپ سے کوئی بات پوچھوں تو بے شک آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیں۔'

اب پھر دونوں چلے، ایک گاؤں میں پہنچے۔ گاؤں کے لوگوں سے کھانا طلب کیا۔ انھوں نے کھانا کھلانے سے انکار کر دیا۔ ایسے میں انھیں ایک دیوار نظر آئی، وہ گرنے ہی والی تھی۔ مطلب یہ کہ اس حد تک جھک گئی تھی کہ گرنے کے قریب تھی۔ سیدنا خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے اس کو درست کر دیا۔ یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام پھر خاموش نہ رہ سکے، بول پڑے:

'ہم نے ان لوگوں سے کھانا مانگا، انھوں نے ہمیں کھانا نہیں دیا...... اب

آپ نے ان کی دیوار درست کی ہے تو اس کی ان سے اُجرت لے سکتے تھے۔'

سیدنا خضر علیہ السلام یہ سن کر بولے:

'بس! اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ اب میں آپ کو ان واقعات کی اصل حقیقت بتاؤں گا...... جن پر آپ صبر نہ کر سکے...... میں نے جو کشتی توڑی، وہ چند

مسکینوں کی تھی۔ آگے ایک بادشاہ کا علاقہ تھا، وہ بے عیب کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا، البتہ عیب والی کشتی کو نہیں چھینتا تھا، اس لیے میں نے اس کو خراب کر ڈالا۔ وہ لڑکا جسے میں نے قتل کیا، بڑا ہو کر اپنے نیک والدین کو ستانے والا ہوتا، کفر میں مبتلا ہو کر والدین کے لیے ایک فتنہ بنتا، اس کی محبت میں والدین کا ایمان خطرے میں پڑ جاتا، لہٰذا میں نے اسے مار ڈالا اور یہ چاہا کہ اللہ انھیں اور اولاد دے دے۔ اب رہی دیوار جس کو میں نے درست کیا وہ گاؤں کے دو یتیم بچوں کی تھی۔ اس دیوار کے نیچے ان کا مال دفن تھا۔ ان کا مرحوم باپ ایک نیک آدمی تھا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے چاہا، وہ دونوں یتیم اپنی جوانی کو پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ خود نکال لیں، دیوار گرنے کی صورت میں ان کا مال محفوظ نہ رہتا، اور یہ بھی سن لیں کہ ان تینوں کاموں میں سے کوئی کام بھی میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا، مطلب یہ کہ اللہ کے حکم سے یہ سب کام کیے ہیں۔ یہ ان باتوں کی حقیقت ہے جن پر تو صبر نہ کر سکا۔

بچو! کہانی کا اگلا حصہ کل سناؤں گی۔ ان شاء اللہ۔"

اس کے بعد کیا ہوا؟

جاننے کے لیے پڑھیے اس کہانی کا اگلا حصہ "زمین کی پکڑ"

آدمی کسی بھی مقام پر مکمل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا

کہیں نہ کہیں ''ایک آنچ کی کسر'' رہ جاتی ہے

آدمی کو جتنا بھی علم عطا ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ملتا ہے

عام آدمی کو تھوڑا......

اللہ کے خاص بندوں کو زیادہ!

لیکن جو تھوڑے کو زیادہ سمجھ کر فخر کرتے ہیں

وہ شرمندگی سے دوچار ہوئے بغیر نہیں رہتے

زیادہ علم والے کو اللہ وہ راستے دکھا دیتا ہے

جہاں انسان کو اپنے علمی مرتبے اور مقام کا ادراک ہو جاتا ہے

''تین سوال'' اللہ کے ایسے ہی ایک خاص بندے کی خاص کہانی ہے

یقیناً آپ کو اچھی لگے گی